بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی ادبی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی

ندائے حسین

کشن گنج

جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۲۴ء

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا محمد غیاث الدین قاسمی

استاذِ عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ہند ۸۵۵۱۰۷

Quarterly Kishanganj

Nida-e-husaiN

Jul,Agu,Sep 2024,Vol 08,Isu 32

جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرنگورا کشن گنج بہار کی

تعمیری سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

Share/Sqf.	Rupees	حصہ فی اسکوائرفٹ
1	1,000.00	1
5	5,000.00	5
10	10,000.00	10
25	25,000.00	25
50	50,000.00	50
100	1,00,000.00	100
500	5,00,000.00	500
1000	10,00,000.00	1000
6150	61,50,000.00	6150

ITEM	قیمت	سامان
Bricks	4,75,000.00	اینٹ
Cement	8,92,500.00	سمینٹ
Sand	1,44,000.00	بالو
Chips	3,60,000.00	گٹی
Steel	18,00,000.00	اسٹیل
Door & Window	8,00,000.00	دروازہ، کھڑکی
Grill Work	8,00,000.00	گریل
Labor Charge	14,01,400.00	مزدوری
Painting	6,25,000.00	پنٹینگ
Plumber Work	2,22,100.00	پلمبر سامان
Miscellaneous	70,000.00	متفرق
Total	61,50,000.00	ٹوٹل

SCAN WITH ANY UPI APP

BANK DETAILS:

Shaikhul Islam Educational And Welfare Trust
A/C 920020056472638
IFSC UTIB0001076
Axis Bank Kishanganj

Jamia Hussainia
Madni Nagar
PNB Bank A/C No: 069610100000720
IFS Code PUNB 0069610

JAMIA HUSAINIA

Madni Nagar, Faringora, Ward No.-09, Kishanganj (Bihar)- 855107
9472477241, 9973014786, 9973918786

www.jamiah.in

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ہند ۸۵۵۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی، ادبی، دینی، دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی ندائے حسین کشن گنج

جلد ۸ شمارہ ۳۲

جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۲۴ء

زیر سرپرستی حضرت اقدس الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب قاسمی مدظلہ

بانی ومہتمم جامعہ ہذا و خلیفہ مجاز فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحبؒ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا و مفتی محمد جاوید اقبال صاحب صدر جمعیۃ علماء بہار
جناب الحاج مولانا عبد الحمید صاحب قاسمی صدر المدرسین جامعہ ہذا
جناب مولانا و مفتی محمد جنید صاحب مظاہری استاذ جامعہ ہذا

مولانا آصف الرحمان ندوی ناظم جامعہ صفۃ الاسلام رحمان نگر، ہریابارہ، ارریہ
مولانا امان اللہ امام و خطیب جامع مسجد بہادر گنج بازار
جناب مولانا جرار حسین صاحب بدری

مدیر مسؤل جناب مولانا محمد ریاض الدین صاحب قاسمی

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا محمد غیاث الدین قاسمی
استاذِ عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر

رابطہ کا پتہ
Jamia Hussainia
Madni Nagar Firingura
Kishanganj (Bihar)855107

خصوصی زر تعاون	سالانہ زر تعاون
Rs: 500	Rs: 150

فی شمارہ Rs: 40

شائع کردہ دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

+91 9113721549
+91 9472477241
E-mail: nidaehusain@gmail.com / skbilalahmad@gmail.com

اس شمارے میں

چراغ ہدایت	کامیابی کے چار اصول	مفتی بلال احمد	3
چراغ نبوت	سونے چاندی سے زیادہ قیمتی چیزیں	مفتی بلال احمد	6
اداریہ	نیا سال	مفتی بلال احمد	9
مقالات	ماہ محرم کے فضائل	مولانا محمد الیاس گھمن	11
	اصلاح معاشرہ کے بنیادی نکات	حضرت فدائے ملت	15
و	دنیا ایک کھیل ہے	مفتی محمد تقی عثمانی	18
	سیرۃ النبی کی ایک جھلک	مفتی صہیب احمد قاسمی	20
مضامین	سیرت نواسۂ رسول شہیدِ کربلا	مولانا عبد الصمد ساجد	29
	اسلام میں مطلقہ خواتین کا نان ونفقہ اور سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ	مفتی امداد الحق بختیار	40
	ماہ صفر کو منحوس سمجھنا غیر اسلامی تصور	مفتی بلال احمد	46

وضاحت: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

ندائے حسین ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں!

چراغ ہدایت

کامیابی کے چار اصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (2) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (3)

ترجمہ: زمانے کی قسم! انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

سورۃ العصر ہے تو بہت ہی مختصر لیکن جامع ترین سورت ہے۔ اس کے متعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان اسی ایک سورت میں غور اور تدبر کرے، تو اس کی کامیابی کے لیے کافی ہے۔ اس سورت میں اللہ تبارک وتعالی نے انسانیت کی کامیابی کے لیے چار اٹل اصول بیان کیے ہیں۔ جو شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ کامیاب اور بامراد ہونا چاہتا ہے، تو اسے چاہیے کہ ان چاروں اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرے۔

عزیزانِ گرامی! اللہ نے ہم انسانوں کو جو عمر دے کر بھیجا ہے یہ بہت قیمتی پونجی اور گرانمایہ سرمایہ ہے۔ جو شخص اس کا صحیح استعمال کرے، وہی کامیاب ہے اور اگر کوئی آدمی زندگی کا غلط استعمال کرے، تو وہ خسارے اور نقصان میں ہے۔

اللہ تبارک وتعالی زمانے اور وقت کی قسم کھا کر بتا رہے ہیں کہ تاریخ انسانیت اور امم سابقہ کے حالات اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ سارے کے سارے لوگ اپنی

زندگی کو یونہی ضائع کرنے اور ایمان اور اعمال سے محرومی کے سبب خسارے اور نقصان میں ہیں، البتہ وہ آدمی کامیاب ہے، جس کے اندر یہ چار اوصاف ہوں۔

دارین کی کامیابی کے چار قرآنی فارمولے:

1) پہلا وہ شخص کامیاب ہے جو ایمان لے آئے۔ جس کا عقیدہ ٹھیک ہو، جس کا نظریہ اور آئیڈیولوجی درست ہو۔ اللہ تبارک وتعالی کی ذات وصفات، نبی کی نبوّت اور ان کی لائی ہوئی شریعت، اسی طرح آخرت، حساب وکتاب اور دین اسلام کے تمام معتقدات پر یقین رکھتا ہو۔

2) عقیدے کی درستگی کے ساتھ ساتھ وہ نیک کام بھی کرتا ہو۔ جس شخص کے اندر بھی رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو وہ آدمی ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا لیکن جنت میں اونچے درجات پانے یا اول وہلہ میں جنت میں داخلے کے لیے اعمال صالحہ کی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ اعمال صالحہ کے بغیر اول وہلہ میں جنت میں داخلہ یا جنت کے اونچے درجات کی توقع محض ایک خام خیالی ہے۔

3) تیسرا وہ آدمی کامیاب ہے جو ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کرتا ہو یعنی نیکی کا حکم اور برائی سے رکنے کی ترغیب دیتا ہو۔

اس آیت کے ذیل میں مفسرین نے لکھا ہے کہ خود انسان کا دیندار ہو جانا، اس کی کامیابی کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ اپنے ماتحت اور پاس پڑوس میں رہنے والے لوگوں کو دین کی اور حق بات کی تلقین کرنا بھی ضروری ہے۔

4) چوتھا یہ کہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرے۔ دین پر عمل کرنے یا دوسروں تک دین کی تعلیمات کو پہنچانے میں اگر کوئی خلاف طبیعت ناگوار بات پیش آئے، تو اس پر صبر کرے۔

صبر قرآن کریم کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کی دلی خواہشات اسے کسی فریضے کی ادائیگی سے روکے یا کسی گناہ کے کام پر ابھارے، تو ایسے موقع پر وہ اپنے خواہشات کو کچل دے اور شریعت پر عمل کرے۔ اسی طرح اگر کبھی خلاف مزاج کوئی ناگہانی واقعہ پیش آجائے، تو اللہ کی تقدیر پر بھروسہ رکھے، زبان پر کوئی حرف اعتراض نہ لائے، بلکہ تقدیر پر راضی رہے۔

تو دنیا اور دنیا کے خسارے سے بچنے اور عظیم فائدہ پانے کا یہ قرآنی نسخہ چار اجزاء پر مشتمل ہے: ایمان، عمل صالح، دوسروں کو حق بات کی نصیحت اور وصیت اور صبر کی تلقین۔ ان چار میں سے پہلے دو کا تعلق خود انسان کی ذات سے ہے اور دوسرے دو اجزاء کا تعلق عام مسلمانوں کی ہدایت واصلاح سے ہے۔

ندائے حسین ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں!

چراغ نبوت

سونے چاندی سے زیادہ قیمتی چیزیں

مفتی بلال احمد

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے، سونا اور چاندی انسانوں کے لیے مرغوب چیز رہا ہے، انسان ان کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی تگ و دو کرتا ہے، اس لیے کہ مارکیٹ میں اس کی ویلیو بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے اور چاندی سے بھی بہتر مال اور ذخیرہ اندوزی کے قابل چیزوں کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔

قرآن کریم کی آیت ہے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ [التوبة-34]

اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں، اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ (آسان ترجمہ قرآن)

نوٹ: مال جمع کرنا منع نہیں ہے، بلکہ دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے تو یہ ایک حد تک ضروری ہے۔ البتہ غلط طریقوں سے جمع اکٹھا کرنا، یا جائز طریقے سے کمانا لیکن مال کے حقوق ادا نہ کرنا، یہ اس وعید کا مصداق ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت پاک "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" نازل ہوئی، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، بعض صحابہ

نے کہا: سونے اور چاندی کے بارے میں تو یہ آیت اتاری گئی ہے، اے کاش! ہم جانتے کہ کونسا مال بہتر ہے تو ہم اس کو جمع کرتے! تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: بہتر سے بہتر مال اللہ تعالی کو یاد کرنے والی زبان اور شکر گزار دل اور ایماندار بیوی ہے جو ایمانی کاموں میں اس کی مدد کرے۔

أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ [سنن الترمذی، رقم الحدیث 3094]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ افضل مال یا وہ چیز جو انسان اپنے پاس جمع کر کے رکھتا ہے، ان میں سب سے افضل اور قیمتی یہ تین چیزیں ہیں:

(1) لسان ذاکر: ذکر کرنے والی زبان؛ زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح میں مشغول رہے اور زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن پاک کا اہتمام کرے۔

(2) قلب شاکر: شکر کرنے والی زبان؛ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو یاد کر کے شکر بجالائے۔

(3) زوجة مؤمنة تعينه على ایمانه: مؤمن بیوی جو ایمانی کاموں میں اس کی مدد کرے۔ عبادات کی ترغیب دے، نماز کے لیے جگائے، دینی امور میں تعاون کرے، نیز بدنگاہی و بدکاری سے روکے۔

یہ وہ تین چیزیں ہیں، جو سونا اور چاندی جمع کرنے سے زیادہ قیمتی ہیں اور جس شخص کے پاس یہ دولت موجود ہے، وہ دنیا کا سب سے زیادہ دھنی انسان ہے۔

ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اول دو چیزیں یعنی لسان ذاکر

اور قلب شاکر، یہ تو اولیاء اللہ کی صحبت سے، ان کے پاس بیٹھنے، ان کے بیانات سننے سے پیدا ہوں گی۔ اہل دل کے پاس بیٹھنے سے دل پر اللہ تعالی کی نورانیت نازل ہوتی ہے اور دل منور ہوتا ہے۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے زبان کو اللہ اللہ کہنے کی عادت لگ جاتی ہے۔ تو ہمیں کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی زبان کو ذکر کا عادی اور دل کو شکر گزاری کا خوگر بنانا چاہیئے۔

رہ گئی تیسری چیز، تو بیوی کو دیندار بنانا ہر انسان کی ذمہ داری ہے۔ اور حدیث شریف کی رو سے دنیا کی سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ نیک بیوی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا : الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ". [صحيح مسلم، رقم الحديث 1467]

اس نعمت کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کیجیے اور اپنی بیوی کو دیندار بنایئے! اور یہ تب ہی ممکن ہو سکے گا جب آپ اپنی گھر والی کو دینی تعلیمات سے آراستہ کریں گے، گھروں میں کتابی تعلیم کو یقینی بنائیں گے اور دینی امور میں ایک دوسرے کا ویسا ہی ہاتھ بٹائیں گے، جیسا دنیاوی معاملات میں ساتھ دیتے ہیں۔ تعاون باہم سے ہی گھر کا ماحول دینی بنے گا۔

اداریہ

نیا سال

اسلامی نیا سال شروع ہو چکا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے ہجری تقویم کا آغاز کیا ہے اور پیارے نبی ﷺ کی ہجرت سے اس کی ابتدا کی۔ یوں تو اسلام میں بے شمار تاریخی واقعات رونما ہوئے لیکن واقعہ ہجرت کے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہونے کی وجہ سے تقویم کا مدار اسی پر رکھا گیا۔ واقعہ ہجرت جہاں حق و باطل کے درمیان حد امتیاز کھینچتا ہے، وہیں مسلمانوں کو یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ ہجرت ہی نے ذلت اور درماندگی سے نکال کر انہیں عزت اور سربلندی عطا کی۔ ہجرت چاہے شرعی ہو یا لغوی؛ سرخ روئی کا ضامن ہے۔ ہجرت کے کئی اقسام ہیں، ان میں سے ایک تو بہت مشہور ہے: ہجرت بمعنی ترکِ وطن۔ لیکن ایک عام ہجرت بھی ہے۔ اِحکام الاحکام میں ہجرت کی پانچ قسمیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے پانچویں یہ ہے کہ: الهجرة الخامسة: "هجرة ما نهى الله عنه": اللہ تعالیٰ کی منہیات اور منکرات کو چھوڑ دینا۔ (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام، ج1ص62) یہ ایک عام ہجرت ہے جو ہر آدمی پر ضروری ہے، کہ اپنے سابقہ بری عادتوں اور گناہوں کو چھوڑ کر، اللہ کی مرضیات اور دینی امور کی طرف ہجرت کرے۔

قارئین کرام! یہ عمر عزیز جو اللہ تبارک و تعالی نے ہمیں دی ہے، بہت ہی مختصر ہے۔ وقت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے بہت ہی گراں مایہ خزانہ اور بیش قیمت پونجی سے ہمیں نوازا ہے۔ اسے صرف کر کے ہم کارآمد اور مفید چیزیں بھی جمع کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ بھی اختیار ہے کہ زندگی کے ان قیمتی لمحات کو یونہی ضائع کر دیں یا غلط جگہ استعمال کر کے وبال جان کا سامان مہیا کر لیں۔ استعمال ہمارے اختیار میں ہے لیکن جیسا استعمال کریں گے ویسا ہی پھل ملے گا۔ وقت کا صحیح استعمال کرینگے تو کامیابی ملے گی اور اگر

وقت کا غلط استعمال کریں گے تو ناکامی ہماری مقدر ہوگی۔ اس لیے وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔

اب ہم کیا کریں؟ جس طرح ہر کاروباری انسان سال کے اختتام پر غور وفکر کرتا ہے، اپنے نفع نقصان، سود وزیاں کا حساب لگاتا ہے اور آئندہ کی بہتر سے بہتر پلاننگ اور منصوبہ بندی کرتا ہے، تاکہ کمی کوتاہی کو دور کرے اور زیادہ سے زیادہ منافع کمانے سکے۔ بعینہٖ ہمیں بھی اس Strategy (حکمت عملی) کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

ہمیں دو کام کرنے چاہیے (1) ماضی کا محاسبہ اور (2) مستقبل کی منصوبہ بندی اور عزائم۔ گزشتہ سال دینی و دنیاوی ترقی کے اعتبار سے ہماری کیا پوزیشن رہی؟ کتنا وقت ہمارا فضول خرچ ہوا؟ کن امور سے نقصان پہنچا اور کن سے نفع؟ اس کا محاسبہ کرکے آئندہ سال کی بہتر سے بہتر منصوبہ بندی اور روحانیت کی ترقی کے لیے کچھ عزائم کریں۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کچھ نوافل، تلاوت، اوراد و وظائف اور مخصوص معمولات کی پابندی کا عزم وارادہ کریں۔ ہماری آئندہ زندگی ہر اعتبار سے گزشتہ زندگی سے بہتر ہونی چاہیے۔

مضامین ومقالات

ماہِ محرم کے فضائل

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب

ماہ محرم اپنی فضیلت وعظمت، حرمت وبرکت اور مقام ومرتبہ کے لحاظ سے انفرادی خصوصیت کا حامل ہے۔ اسی وجہ سے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی دور میں اس کے اعزاز واکرام میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے: ”قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ“۔ (البقرہ: 217) ترجمہ: کہہ دیجئے اس میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اسے حرمت والے مہینوں میں سے بھی شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ”اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ...مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ“۔ (التوبہ: 36) ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہے...... ان میں چار مہینے ادب کے ہیں۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحِجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ۔ (صحیح بخاری: ج2: ص:672: باب قولہ ان عدۃ الشہور الخ)

ترجمہ: زمانے کی رفتار وہی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا

تھا۔ ایک سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں سے تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور ایک مہینہ رجب کا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

محرم کے روزوں کی فضیلت:

یوں تو اس ماہ میں کی جانے والے ہر عبادت قابل قدر اور باعث اجر ہے مگر احادیث مبارکہ میں محرم کے روزوں کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَاَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ"۔ (مسلم: ج:1: ص:368: باب فضل صوم المحرم)

رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینہ "محرم" کے روزے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و سلم "مَنْ صَامَ يَوْماً مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثُونَ يَوْماً"۔ (غنیۃ الطالبین للشیخ جیلانیؒ: ص:314: مجلس فی فضائل یوم عاشوراء)

جو محرم کے ایک دن کا روزہ رکھے اسکو ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

پھر اس ماہ کے تمام ایام میں سے اللہ رب العزت نے "یوم عاشوراء" کو ایک ممتاز مقام عطاء فرمایا ہے۔ یہ دن بہت سے فضائل کا حامل اور نیکیوں کے حصول کا بہترین

ذریعہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"وَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ"۔ (صحیح مسلم: ج:1: ص:367: باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام الخ)

جو شخص عاشورا کے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے گزشتہ سال کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ فرمان ہے:

"مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و سلم يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ هٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ"۔ (صحیح بخاری: ج:1 ص:268: باب صیام یوم عاشوراء)

حضور اقدس ﷺ رمضان المبارک کے مہینہ اور دس محرم کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

نوٹ: اہل ایمان کو یہود کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور اس دسویں محرم کا روزہ چونکہ یہود بھی رکھتے ہیں اس لئے اب ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ دسویں تاریخ کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں تاکہ سنت بھی ادا ہو جائے اور مخالفتِ یہود کا پہلو بھی نکل آئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و سلم: صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ خَالِفُوْا فِيْهِ الْيَهُوْدَ وَصُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْماً اَوْ بَعْدَهُ يَوْماً"۔ (مسند احمد: ج:1: ص: 241 حدیث نمبر 2154)

ترجمہ: تم عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی رکھو۔

عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت سے خرچ کرنا:

دسویں محرم کے دن اپنی استطاعت کے مطابق حلال آمدنی سے اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا برکت رزق کا ذریعہ اور فقر وفاقہ سے نجات کا سبب ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ وَسَّعَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ اَهْلِهٖ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهٖ"۔ (الاستذکار لابن عبدالبر المالکی: ج3،ص:331 کتاب الصیام)

ترجمہ: جو آدمی اپنے آپ پر اور اپنے گھر والوں پر عاشوراء کے دن (کھانے پینے میں) وسعت کرے گا اللہ تعالی اس پر پورے سال وسعت فرمائیں گے۔

یعنی اس مبارک عمل کی تاثیر یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالی سارے سال رزق میں فراخی اور وسعت کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے جلیل القدر صحابی حضرت جابرؓ، مشہور محدث یحیٰ بن سعیدؒ اور معروف امام وفقیہ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو درست اور اسی طرح پایا۔ (ایضاً) لیکن یہ بات واضح رہے کہ مذکورہ امور جس درجے میں ثابت ہیں ان کو اسی درجے میں رکھ کر ماننا اور عمل جائے افراط وتفریط سے ازحد اجتناب کیا جائے۔

اصلاح معاشرہ کے بنیادی نکات

اور ہماری ذمہ داریاں

فدائے ملت امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
(صدر جمعیۃ علماء ہند)

ہمدردانِ ملت! اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے حالات بہت نازک ہیں اور اس دور میں ملت اسلامیہ ہندوستان ہی نہیں، ساری دنیا میں بڑی مشکلات سے گزر رہی ہے مگر یہ بھی ایک محکم صداقت اور قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ یہ سب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شوری 30) ترجمہ: تم پر جو بھی مصیبت نازل ہوتی ہے، وہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہوتی ہے، وجبکہ خدا بہت زیادہ عفو ودرگزر کر دیتا ہے۔

اس لیے ہماری سب سے بڑی ذمہ داری اپنے احوال کی اصلاح ہے اور یہی مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کا موثر اور کامیاب طریقہ ہے۔ اگر ہم خدا کی توفیق سے اپنی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان شاء اللہ راستے کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور رحمت خداوندی بھی اپنی آغوش میں لے کر تمام خطرے سے بے نیاز اور محفوظ کر دے گی۔

اس کے لیے میں جمعیۃ علماء ہند کے اصلاح معاشرہ کے بنیادی نکات۔ جنہیں محکمۂ شریعیہ کانفرنس مرادآباد کے خطبے میں بیان کیا گیا تھا۔ ذکر کرتا ہوں۔

1) توحید، رسالت، آخرت، ضروریاتِ دین اور تمام بنیادی عقائد کا مسلمانوں کو استحضار کرایا جائے تاکہ غفلت کے سبب جو غلطیاں ہو جاتی ہیں ان سے بچا جا سکے۔

2) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ بقدرِ ضرورت دینی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لیے کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہنا چاہیے۔

3) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ خدا کی رضا جوئی کے لیے شریعت کے مطابق تمام کام عبادت ہیں، اس لیے اصطلاحی عبادت یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ذکر و اذکار وغیرہ کے ساتھ وہ اپنے تمام معاملات کو شریعت کے مطابق عمل میں لائیں۔

4) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ تمام معاملات، رہن سہن، لین دین، خرید و فروخت اور تقریبات وغیرہ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیں تاکہ آخرت بھی استوار ہو اور دنیا کی زندگی بھی راحتوں اور آسانیوں سے ہمکنار ہو جائے۔

5) ماحول میں پائے جانے والے جوئے، سٹہ، لاٹری وغیرہ کے کاروبار حرام اور نقصان دہ ہیں۔ ان سے پوری طرح بچا جائے۔

6) تمام تقریبات، شادی، ولیمہ، عقیقہ وغیرہ کے سلسلے میں شریعت کے سادگی کے انداز کو اختیار کیا جائے۔

7) نوجوانوں اور ان کے والدین کو بتایا جائے کہ شادی میں جہیز پر نظر رکھنا شریعت اور اعلیٰ انسانی قدروں کے خلاف ہے۔

8) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ بلا وجہ یا معمولی باتوں پر طلاق دینا شرعاً گناہ ہے۔

اور مجبوری کی حالت میں طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق رجعی دے کر اصلاحِ حال یہ تفریق کا انتظار کرنا چاہیے۔ ایک وقت میں تین طلاق دینا مضموم اور خلافِ سنت ہے۔ یہ اگرچہ قانوناً نافذ ہو جاتی ہیں لیکن ایسا کرنا تقاضائے شریعت اور تقاضائے انسانیت کے خلاف ہے۔

9) مسلمان عورتوں کو بتایا جائے کہ ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور پردے کی کیا اہمیت ہے؟

10) موجودہ ذرائع ابلاغ انسان کو فحاشی، عریانی، بے حیائی، جھوٹ، فریب اور کھلے گناہوں کی ترغیب دے رہے ہیں، ان کا استعمال بُری سے بُری صحبت سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس لیے ہر مسلم گھرانے کو اس سے محفوظ رکھنے کی ضرورت پر زور دیا جائے۔

11) قوموں کی زندگی میں اپنی شناخت اور اپنے شعار کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے اپنی وضع قطع اور ہیئت کو اسلامی بنانے کی بڑی ضرورت ہے۔

12) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ اپنے تمام نزاعی معاملات کو شریعت کے مطابق حل کریں! اور اس کے لیے محاکم شرعیہ یا امارت شرعیہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دعا ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے ہماری تمام پریشانیوں کو دور فرمائے اور مسلمانوں کو اپنی شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور اس سلسلے میں جو ریشہ دوانیاں ہوتی رہتی ہیں ان کو بے اثر اور ناکام بنائے۔ (مواعظ فدائے ملت ص 121/120)

دنیا ایک کھیل ہے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

یہ دنیا کھیل ہے اور کھیل بھی ہے چند لمحوں کا، نظر جو کچھ بھی آتا ہے اُسے خوابِ گراں سمجھو!

ہم اس سبق کو عقلی اور نظری طور پر تو مانتے رہے؛ لیکن اس حقیقت کا ہر وقت استحضار ہم سے نہ ہو سکا، عملی طور پر یہاں رہتے ہوئے ہم بار بار یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہ ایک مسافر خانہ ہے، منزل نہیں، یہاں جو ملتا ہے بچھڑنے کے لیے ملتا ہے، نہ یہاں کی ملاقات دائمی ہے نہ جدائی دائمی، نہ یہاں کی کوئی مسرت پائیدار ہے، نہ غم مستقل، ناقابل تلافی صدمہ اور صبر نا آشنا اضطراب اس کو ہو جو اس دنیا ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتا ہو، جسے مرنے کے بعد کسی دوسری زندگی کا یقین نہ ہو، جس نے دنیوی زندگی کے بلبلوں پر امیدوں کے محل بنا رکھے ہوں؛ لیکن جس شخص کو اللہ کی ذات وصفات اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر ایمان ہو اور آخرت کی ابدی زندگی پر یقین رکھتا ہو، جس کو اس بے ثبات دنیا کی حقیقت مستحضر ہو اس کے لیے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا صدمہ ناقابل برداشت نہیں ہو سکتا۔

یہ بات قطعاً ناممکن ہے کہ دو محبت کرنے والے ہمیشہ ایک ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہوا کریں، ان میں سے کسی نہ کسی کو دوسرے کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا ہی پڑے گا؛ لیکن اگر اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہے، اگر آخرت پر ایمان مستحکم ہے، اور اس دنیا کی حقیقت نظروں کے سامنے ہے، تو یہ جدائی ایک وقتی اور عارضی جدائی ہے، اس کے بعد ایک ایسی ابدی زندگی آنے والی ہے جس کو فنا اور زوال نہیں، اصل ملاقات وہاں کی ملاقات ہے، جس کے بعد کبھی جدائی نہیں ہو سکتی؛ لہٰذا ان صدمات میں محو ہو جانے اور ہمہ وقت یادوں میں کھوئے رہنے سے بہتر یہ ہے کہ اس ملاقات کی تیاری کرو! اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط

کرلو! تو تمام دنیوی تعلقات اعتدال پر بھی آ جائیں، ان کی حقیقت بھی مستحضر ہو جائے، اور آخرت میں ان کے بقائے دوام کی ضمانت بھی مل جائے، اس دنیا میں اللہ سے لو لگانے کے سوا سکون وعافیت کا کوئی راستہ نہیں۔ (نقوشِ رفتگاں، صفحہ:52، طبع: مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ احمدِ مُرسَل ہے وہی اطہرِ کامل
کُل عالمِ اِمکاں ہے اسی راہ کا سائل
وہ دردِ مسلسل کی دوا، دہر کا حاصل
وہی آس کی اک لَو ہے، اے محرومِ وسائل
ہے عدلِ سراسر وہ سدا مکّے کا عادل
آلام کے ماروں کا ہے وہ حلِّ مسائل
محمود ومطہَّر ہے وہی صالح و عامل
ہے حمد سے عاری، وہ رواحہ ہو کہ وائل
حسّاں کا ہے ممدوح وہ الحمدُ کا حامل
ہے مدحِ گرامی کی سعی، مصرعوں کا حاصل

احمد بن نذر

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک

از: مفتی صہیب احمد قاسمی، استاذ فقہ جامعہ حسینیہ، جونپور (یوپی)

زیرِ نظر مضمون میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خاص گوشوں کو موضوع بنایا گیا ہے جو آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ ہیں مختصر طور پر ہر اس پہلو کو ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کو عادتاً کم بیان کیا جاتا ہے۔

ولادت شریف اور حلیہ مبارکہ ﷺ: ۹ / یا ۱۲ / ربیع الاوّل عام الفیل کو آپ نے شکمِ مادر سے تولد فرمایا۔ شمائلِ ترمذی حلیہ مبارکہ بیان کرنے کا سب سے مستند و جامع ذریعہ ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے، آپ ﷺ میانہ قد، سرخی مائل، سفید گورا رنگ، سرِ اقدس پر سیاہ ہلکے گھنگھریالے ریشم کی طرح ملائم انتہائی خوبصورت بال جو کبھی شانہ مبارک تک دراز ہوتے تو کبھی گردن تک اور کبھی کانوں کی لوتک رہتے تھے۔ رخِ انور اتنا حسین کہ ماہِ کامل کے مانند چمکتا تھا، سینۂ مبارک چوڑا، چکلا کشادہ، جسم اطہر نہ دبلا نہ موٹا انتہائی سڈول چکنا کہیں داغ دھبہ نہیں، دونوں شانوں کے بیچ پشت پر مہرِ نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر سرخی مائل ابھری کہ دیکھنے میں بے حد بھلی لگتی تھی، پیشانی کشادہ بلند اور چمکدار، ابروئے مبارک کمان دار غیر پیوستہ، دہن شریف کشادہ، ہونٹ یاقوتی مسکراتے تو دندانِ مبارک موتی کے مانند چمکتے، دانتوں کے درمیان ہلکی ہلکی درازیں تھیں بولتے تو نور نکلتا تھا سینہ پر بالوں کی ہلکی لکیر ناف تک تھی باقی پیکر بالوں سے پاک تھا صحابہ کا اتفاق ہے کہ آپ جیسا خوبصورت نہیں دیکھا گیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ اپنے نعتیہ قصیدے میں نقشہ کھینچتے ہیں:

واحسن منک لم تر قط عینی — واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأً من کل عیب — کانک قد خلقت کما تشاء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین مرد میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت مرد کسی عورت نے نہیں جنا آپ ہر قسم کے ظاہری و باطنی عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ اپنی حسب مرضی پیدا ہوئے ہیں، نہ کبھی آپ چیخ کر بات کرتے تھے نہ قہقہہ لگاتے تھے نہ شور کرتے تھے نہ چلا کر بولتے تھے ہر لفظ واضح بولتے جو مجمع سے مخاطب ہوتے تو تین بار جملہ کو بالکل صاف صاف دہراتے تھے اندازِ کلام باوقار، الفاظ میں حلاوت کہ بس سنتے رہنے کو دل مشتاق، لبوں پر ہمہ دم ہلکا سا تبسم جس سے لب مبارک اور رخِ انور کا حسن بڑھ جاتا تھا راہ چلتے تو رفتار ایسی ہوتی تھی گویا کسی بلند جگہ سے اتر رہے ہوں نہ دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھتے تھے نہ گردن کو آسمان کی طرف اٹھا کر چلتے تھے تواضع کی باوقار مردانہ خوددارانہ رفتار ہوتی، قدمِ مبارک کو پوری طرح رکھ کر چلتے تھے کہ نعلین شریفین کی آواز نہیں آتی تھی ہاتھ اور قدم ریشم کی طرح ملائم گداز تھے اور قدم پُر گوشت، ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہیں ہوتے تھے، اپنا کام خود کرنے میں تکلف نہ فرماتے تھے کہ کوئی مصافحہ کرتا تو اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ الگ نہ کر لے جس سے گفتگو فرماتے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے کوئی آپ سے بات کرتا تو پوری توجہ سے سماعت فرماتے تھے، پھر بھی ایسا رعب تھا کہ صحابہ کو گفتگو کی ہمت نہ ہوتی تھی ہر فرد یہی تصور کرتا تھا کہ مجھ کو ہی سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔

دعوت وتبلیغ کا آغاز: تاجِ رسالت اور خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے سماج ومعاشرہ کو ایمان وتوحید کی دعوت دی جو گلے گلے تک شرک وکفر کی دلدل میں گرفتار تھا، ضلالت وجہالت کی شکار تھی انسانیت، شرافت مفقود تھی، درندگی اور حیوانیت کا راج تھا ہر طاقتور فرعون بنا ہوا تھا۔ قتل وغارت گری کی وبا ہرسُو عام تھی نہ عزت محفوظ، نہ عصمت محفوظ، نہ عورتوں کا کوئی مقام، نہ غریبوں کے لیے کوئی پناہ، شراب پانی کی طرح بہائی جاتی تھی، بے حیائی اپنے عروج پر تھی، روئے زمین پر وحدانیت حق کا کوئی تصور نہ تھا، خودغرضی، مطلب پرستی کا دور دورہ تھا، چوری، بدکاری اپنے عروج پر تھی اور ظلم وستم نا انصافی اپنے شباب پر تھی خدائے واحد کی پرستش کی جگہ معبودانِ باطل کے سامنے پیشانیاں جھکتی تھیں، نفرت وعداوت کی زہریلی فضا انسان کو انسان سے دور کرچکی تھی، انسانیت آخری سانس لے رہی تھی معاشرہ سے شرک کا تعفن اٹھ رہا تھا۔ کفر کی نجاست سے قلوب بدبودار ہو چکے تھے اس دور کا انسان قرآن کریم کے مطابق جہنم کے کنارے کھڑا تھا، ہلاکت سے دوچار ہونے کے قریب کہ رحمت حق کو رحم آیا اور کوہِ صفا سے صدیوں بعد انسانیت کی بقا کا اعلان ہوا کہ "یآ ایہا الناس قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا" اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاؤ فلاح وصلاح سے ہمکنار رہوگے۔ یہ آواز نہیں تھی بلکہ ایوان باطل میں بجلی کا کڑکا تھا۔

وہ بجلی کڑکا تھا یا صوتِ ہادی   عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

یہی آوازِ حق ایک عظیم الشان انقلاب کی ابتداء تھی جس نے دنیائے انسانیت کی

تاریخ بدل دی یہ اعلان توحید کی حیات نو کا پیغام تھا جس نے مردہ دل عربوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی اور پھر دنیا نے وہ منظر دیکھا جس کا تصور بھی نہ تھا کہ قاتل عادل بن گئے، بت پرست بت شکن بن گئے، ظلم وغضب کرنے والے حق پرست اور رحم دل بن گئے، سیکڑوں معبودانِ باطل کے سامنے جھکنے والی پیشانیاں خدائے واحد کے سامنے سرنگوں ہوگئیں، عورتوں کو جانور سے بدتر جاننے والے قطع رحمی اور کمزوروں پر ستم ڈھانے والے عورتوں کے محافظ، صلہ رحمی کے خوگر اور کمزوروں کا سہارا بن گئے، نفرت وعدوات کا آتش فشاں سرد ہوگیا محبت واخوت کی فصلِ بہاراں آگئی، راہزن راہبر اور ظالم عدل وانصاف کے پیامبر بن گئے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک امی لقب اعلیٰ نسب رسول کے فداکاروں نے ایمان وتوحید کی تاریخ مرتب کرڈالی عدل ونصاف کے لازوال نقوش چھوڑے، وحدت مساوات کی لافانی داستان رقم کردی، فتوحات کی انوکھی تاریخ لکھ دی جہانبانی وحکمرانی کے مثالی اصول مرتب کیے، عفت وپاکدامنی کا ریکارڈ چھوڑ گئے، وفاداری، فداکاری کی انمٹ تحریر دیے، عظمت ورفعت کے ان بلندیوں پر پہنچے جہاں سے اونچا مقام صرف انبیاء ومرسلین کو نصیب ہوسکتا ہے ایسا انقلاب دنیا نے کب دیکھا تھا اور کہاں سنا تھا۔

صبرواستقامت : رسول اللہ ﷺ نے دعوت حق اوراعلانِ توحید کی راہ میں اپنے ہی لوگوں کے ایسے ایسے مصائب وآلام دیکھے کہ کوئی اور ہوتا تو ہمت ہار جاتا مگر آپ صبر واستقامت کے کوہِ گراں تھے، دشمنانِ اسلام نے قدم قدم پر آپ کو ستایا، جھٹلایا، بہتان لگایا، مجنون ودیوانہ کہا، ساحرو کاہن کا لقب دیا راستوں میں کانٹے بچھائے جسم اطہر پر غلاظت ڈالی، لالچ دیا، دھمکیاں دیں، اقتصادی ناکہ بندی اورسماجی مقاطعہ کیا، آپ کے شیدائیوں پر ظلم وستم اور جبر واستبداد کے پہاڑ توڑے، نئے نئے لرزہ خیز عذاب کا جہنم کھول دیا کہ کسی طرح حق کا قافلہ رک جائے، حق کی آواز دب جائے، مگر دورِ انقلاب شروع ہو گیا تھا توحید کا نعرہ بلند ہو چکا تھا، اس کو غالب آنا تھا۔

یریدون لیطفؤا نور اللہ بأفواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔(القرآن)

کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (ایمان واسلام) کو اپنی پھنکوں سے بجھا دیں اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کفار اس کا ناپسند کریں۔ خود رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ابتلاء وآزمائش میں جتنا مجھ کو ڈالا گیا کسی اورکونہیں ڈالا گیا۔ اسی طرح آپ کے صحابہ پر جتنے مظالم ڈھائے گئے کسی اورامت میں نہیں ڈھائے گئے۔

ہجرتِ مبارکہ: جب مکہ کی سرزمین آپ ﷺ اورآپ کے صحابہ کرام پر بالکل تنگ کردی گئی تب بحکم الٰہی آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اورصحابہ کرام نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار، آل واولاد، زمین وجائداد سب کو چھوڑ چھاڑ کر حبشہ ومدینہ کا رخ

کیا پہلی ہجرت صحابہ کے ایک گروہ نے حبشہ کی طرف کی تھی، پھر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ اسلام کا مرکز بن گیا، ہجرت رسول کے بارے میں مفکر اسلام علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جامع اقتباس بہت ہی معنویت رکھتا ہے کہ ہجرت کس جذبہ کا نام ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنی زبردست قربانی دی تھی۔

”رسول اللہ ﷺ کی اس ہجرت سے سب سے پہلی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دعوت اورعقیدہ کی خاطر ہر عزیز اور ہر مانوس ومرغوب شئے اور ہر اس چیز کو جس سے محبت کرنے، جس کو ترجیح دینے اورجس سے بہرصورت وابستہ رہنے کا جذبہ انسان کی فطرت سلیم میں داخل ہے۔ بے دریغ قربان کیا جاسکتا ہے، لیکن ان دونوں اوّل الذکر چیزوں (دعوت وعقیدہ) کو ان میں سے کسی چیز کے لیے ترک نہیں کیا جاسکتا (نبی رحمت) اور ہجرت رسول ﷺ کا یہی پیغام آج بھی مسلمانوں کے سامنے ہے کہ ایمان وعقیدہ اور دعوت وتبلیغ کسی بھی صورت میں ترک کرنا گوارہ نہ کریں یہی دونوں تمام دنیوی واخروی عزت وکامیابی کا سرچشمہ ہے۔

غزوات وسرایا: ہجرتِ رسول ﷺ کے بعد ایک طرف آنحضور ﷺ کو دعوت اسلام کی تحریک میں کشادہ میدان اور مخلص معاون افراد ملے جس کے باعث قبائل عرب میں تیزی سے اسلام پھیلنے لگا تو دوسری جانب مشرکین مکہ اور یہود مدینہ کی برپا کردہ لڑائیوں کا سامنا بھی تھا مکہ میں مسلمان کمزور اور بے قوت وطاقت تھے اس لیے ان کو صبر واستقامت کی تاکید وتلقین تھی مدینہ میں مسلمانوں کو وسعت وقوت حاصل

ہوئی اور اجتماعیت و مرکزیت نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے لڑنے اور ان کو منھ توڑ جواب دینے کی اجازت عطا فرمائی اور غزوات وسرایا کا سلسلہ شروع ہوا جو اہم غزوات پیش آئے یہ ہیں۔

(۱) غزوۂ بدر ۲ھ میں مومنین و مشرکین مکہ کے درمیان میدانِ بدر میں سب سے پہلا غزوہ پیش آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کے سپہ سالاری میں تین سو تیرہ مجاہدین نے مشرکین کے ایک ہزار ہتھیار بند لشکر کو ہزیمت سے دوچار کیا اور ابوجہل، شیبہ، عتبہ سمیت ستر (۷۰) سردارانِ قریش مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اسی سے مسلمانوں کی دھاک قبائل عرب پر نقش ہوگئی۔

(۲) غزوۂ اُحد ۳ھ شوال میں یہ غزوہ ہوا مسلمان سات سو اور کفار تین ہزار تھے۔

(۳) غزوات ذات الرقاع ۴ھ میں پیش آیا اسی میں آپ نے صلوٰۃ الخوف ادا فرمائی۔

(۴) غزوۂ احزاب (خندق) ۵ھ میں ہوا مشرکین مکہ نے قبائل عرب کا متحد محاذ بنا کر حملہ کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے اردگرد چھ کلومیٹر لمبی خندق کھدوائی تھی اسی لیے اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔

(۵) غزوۂ بنی المصطلق ۶ھ میں ہوا اسی میں منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر

تہمت لگائی تھی۔

(۶) صلحِ حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا اور چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے تھے کہ مشرکین مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر روک دیا اور وہیں صلح ہوئی کہ آئندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں (پوری تفصیل کتابوں میں دیکھی جائے)

(۷) غزوۂ خیبر ۷ھ میں پیش آیا یہ یہودیوں سے آخری غزوہ تھا اس سے قبل غزوۂ بنونضیر اور غزوۂ بنوقریظہ میں یہودیوں کو جلاوطن اور قتل کیا گیا تھا۔

(۹) غزوۂ تبوک ۹ھ میں پیش آیا ہرقل سے مقابلہ تھا دور کا سفر تھا شام جانا تھا گرمی کا زمانہ تھا اس لیے خلاف عادت آپ نے اس غزوہ کا اعلان فرمایا چندہ کی اپیل کی صحابہ نے دل کھول کر چندہ دیا اور تیس ہزار کا عظیم الشان لشکر لے کر آپ تبوک روانہ ہوئے، مگر ہرقل بھاگ گیا اور آپ مع صحابہ واپس بخیریت مدینہ تشریف لائے اس غزوہ میں بھی بہت سے اہم واقعات پیش آئے جن کی ایک ایک تفصیل سیر کی کتابوں میں درج ہے۔ ان غزوات کے علاوہ بہت سے سرایا صحابہ کرام کی سرکردگی میں مختلف مواقع پر روانہ فرمائے۔

کچھ اہم واقعات: ۲ھ میں ہجرت کے بعد سترہ مہینہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے بعد تحویل قبلہ ہوا۔ ۲ھ میں روزہ فرض کیا گیا، ۴ھ میں شراب حرام ہوئی۔

فتح مکہ و غزوہ حنین: ۸ھ میں اسلامی تاریخ کا وہ واقعہ عینی فتحِ مکہ پیش آیا جس سے

کلی طور پر اسلام کو عرب میں غلبہ حاصل ہو گیا اور مشرکین کا سارا زور ٹوٹ گیا فتح مکہ کے بعد واپسی میں غزوہ حنین پیش آیا جس میں پہلی بار مسلمان تعداد میں بارہ ہزار اور کفارِ طائف چار ہزار تھے ورنہ ہر غزوہ میں مسلمان کم اور دشمن کی تعداد دو گنا، تین گنا ہوتی تھی۔ (جاری)

بلغ العلی بکمالہ ، کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ

نواسۂ رسول شہیدِ کربلا حضرت حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما

فضائل و احوال

مولانا عبدالصمد ساجد

نواسۂ رسول، شہیدِ کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء اور شیرِ خدا خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے لختِ جگر اور نواسۂ پیغمبر علیہ السلام ہیں۔

مؤرخِ اسلام مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''اس لحاظ سے آپ کی ذاتِ گرامی قریش کا خلاصہ اور بنی ہاشم کا عطر تھی۔'' (سیر الصحابہؓ: ۱/۱۳۱)

سیدنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حق تعالیٰ نے تین بیٹوں: حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم، اور دو بیٹیوں سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم سے نوازا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی اولادِ امجاد میں دوسرے نمبر پر ہیں۔

نام و نسب:

آپ کا اسمِ سامی حسین، کنیت ابوعبداللہ اور ''سید شباب أہل الجنۃ'' اور ''ریحانۃ النبی'' لسانِ نبوت سے ملے القاب ہیں۔

شجرۂ عالیہ یہ ہے:

''حسین بن علی بن أبی طالب بن ہاشم القرشی الہاشمی۔'' (البدایۃ والنہایۃ: ۸/۱۶۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔" (سنن الترمذی: ۳۷۶۸)

ترجمہ: ''حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔''

نیز ارشادِ نبوی ہے:

"عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، قَالَ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔" (صحیح البخاری، رقم: ۵۹۹۴)

ترجمہ: ''ابن ابی نعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، ایک شخص نے آپؓ سے مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کیا (کہ اگر محرم کے لباس کو لگ جائے تو کیا حکم ہے)؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ: اہلِ عراق میں سے ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو! یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے، حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے (نواسے) کو شہید کر ڈالا، میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: یہ (حسن وحسین) دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔''

پیدائش، نام اور ابتدائی حالات:

باغِ نبوت کے پھول سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ہی بذریعہ خواب پیدائش کی بشارت دے دی گئی تھی، مستدرک للحاکم میں ہے:

"عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيْدٌ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا، فَيَكُوْنُ فِي حِجْرِكِ، فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ يَوْمًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ مِنَ الدُّمُوْعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا لَكَ؟ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ۔" (رقم الحدیث: ۴۸۱۸)

ترجمہ: ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: کیسا خواب ہے؟ عرض کی: بہت سخت۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے وہ؟ عرض کی: میں نے دیکھا ہے کہ گویا آپ کے بدن کا کوئی ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعبیر بیان فرمائی کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، فاطمہ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا، وہ تمہاری گود میں ہوگا (تم اُسے

دودھ پلاؤ گی)، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو میری گود میں آئے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسینؓ کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے رواں تھیں۔ حضرت امِ فضل نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس بیٹے کو شہید کردے گی۔ میں نے عرض کی: کیا یہ بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اور وہ میرے پاس اس کی (خون آلود) سرخ مٹی کا کچھ حصہ بھی لائے ہیں۔''

آپ کی تاریخ پیدائش میں مؤرخین کے مختلف اقوال ہیں: تاریخ ابن کثیر میں ۳، ۴ اور ۶ ہجری کا قول درج ہے، جبکہ شاہ معین الدین ندویؒ نے ۴ ہجری اور مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ ہجری لکھا ہے۔

سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی گود جب سبطِ رسول خوشبوئے نبوت سے مہکی تو آنحضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس تشریف لائے، اپنے نومولود کو اپنے دستِ مبارک میں اُٹھایا، گھٹی دی، لعاب دہن منہ میں ڈالا اور خوب صورت نام ''حسین'' رکھا۔ (ابن کثیر: ۸/ ۱۶۰)

نیز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی اور ساتویں روز عقیقہ کیا۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۴۸۲۷۔ المعجم الکبیر: ۹۲۶)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ ''خامس أہل الکساء'' ہیں، یعنی ان پانچ مبارک شخصیات میں سے ہیں کہ آیتِ تطہیر اُترنے کے بعد جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیتِ تطہیر کے مصداق میں

داخل اور شامل فرمایا۔ (اسد الغابہ: ۱/ ۴۹۶)

مستدرک للحاکم میں مفصل روایت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے اپنے تین بیٹوں کا نام ''حرب'' رکھتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل فرما کر بالترتیب حسن، حسین اور محسّن رکھا اور فرمایا کہ میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں شبیر، شبر اور مشبر کے ناموں پر رکھے ہیں۔ (المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۴۷۷۳۔ اسد الغابہ: ۱/ ۴۹۶)

حلیۂ مبارک:

آپ کا بدن مبارک حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کے مشابہ تھا۔ (جامع الترمذی، رقم: ۳۷۷۹۔ البدایۃ والنہایۃ، اسد الغابۃ)

فضائل ومناقب:

آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ آپ نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول اور شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر اور رتبۂ صحابیت پر فائز ہیں، جو اس حسب ونسب کی فضیلت کو باعثِ نجاتِ اُخروی بنا دیتا ہے۔

جنابِ حضرت حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ اپنے نانا حضرت محبوبِ رب العالمین کی محبتوں، شفقتوں اور توجہات کے محور ومرکز رہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے ان لاڈلوں سے اُلفت وموانست اور لاڈ پیار بے مثال ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

''جنابِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے باہم کشتی کا کھیل کھیل رہے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: حسن! شاباش! جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ

عرض کرنے لگیں: آپ حسن کو ہی کیوں شاباشیاں دے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: حسین کو جبریل امین کہہ رہے ہیں کہ شاباش حسین! جلدی کرو۔'' (اسد الغابہ: ۱/۵۴۹۷)

''عن أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي، قُلْتُ: مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا۔'' (جامع الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے کسی کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے کچھ اوڑھا ہوا تھا، معلوم نہیں کیا تھا، جب میں اپنے کام سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا کہ: یہ کیا ہے جو آپ نے اُٹھا رکھا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہٹایا تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت مبارک پر تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی ان سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو اِن دونوں سے محبت رکھے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اہلِ بیت میں سے کس سے سب سے زیادہ محبت ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: حسن وحسین سے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کو فرماتے کہ میرے بچوں کو میرے پاس بلاؤ، پھر آپ انہیں چومتے اور سینے سے لگاتے۔'' (ترمذی: ۳۷۷۲)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ: اچانک حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیصوں میں ملبوس گرتے پڑتے آ رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترے، دونوں حضرات کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: 'إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔' (تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہے) میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ گرتے ہوئے آ رہے ہیں تو مجھ سے رہا نہیں گیا، حتیٰ کہ میں نے اپنی گفتگو روک کر اُنہیں اٹھایا۔'' (جامع ترمذی: ۳۷۷۴)

یعلیٰ بن مرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں (لہٰذا حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے اور حسین سے دشمنی مجھ سے دشمنی ہے) اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتے ہیں جو حسین سے محبت کرتا ہے۔'' (جامع ترمذی: ۳۷۷۵)

''ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر یا عصر کی نماز کے لیے تشریف لائے اور آپ نے اپنے لاڈلوں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو اٹھایا ہوا تھا، آپ امامت کے لیے آگے بڑھے تو دائیں پاؤں کی جانب نواسے کو بٹھا دیا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا۔

حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سر اوپر کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سجدے میں ہیں اور بچہ آپ کی پشت پر سوار ہے، میں دوبارہ سجدے میں لوٹ گیا، آپ نے (نماز سے فارغ ہوکر) رخ پیچھے موڑا تو لوگوں نے عرض کی کہ: یارسول اللہ! آپ نے اپنی نماز میں آج جیسا سجدہ کیا ایسا سجدہ پہلے کبھی نہیں فرمایا، کیا کسی چیز کا حکم ہوا ہے یا کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا کچھ بھی نہیں ہوا، لیکن میرا بیٹا مجھ پر سوار تھا تو میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اُسے جلدی اُتار دوں۔'' (المستدرک للحاکم، رقم: ۴۷۷۵)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ان پیارے نواسوں کو ان خوب صورت الفاظ میں دم کر کے شیطان اور نظرِ بد وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتے تھے:

''أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔''

''میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات سے ہر شیطان، تکلیف دہ چیز اور ہر قسم کی بدنظری سے پناہ میں دیتا ہوں۔''

نیز فرماتے کہ: ''جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اسی طرح اپنے صاحبزادوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام کو پناہِ خداوندی میں دیا کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری، رقم: ۳۳۷۱)

حضرت یعلٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

''وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دعوتِ طعام پر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے آگے آگے چل رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ حسین بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پکڑنا چاہا تو وہ ادھر اُدھر دوڑنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی (اُن کو پکڑنے کے لیے دوڑ کر) خوش طبعی کرنے لگے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں پکڑ لیا، پھر اپنا ایک ہاتھ اُن کی گدی پر رکھا اور دوسرا ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ان کے دہنِ طیب پر اپنا دہن مبارک رکھ کر چومنے لگے اور فرمایا کہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں جو حسین سے محبت کرے۔'' (المستدرک للحاکم، رقم: ۴۸۲۰)

آپ رضی اللہ عنہ خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ اور باغِ نبوت کے مہکتے پھول تھے، جس ماحول میں آپؓ نے پرورش پائی، اس سے پاکیزہ اور اچھے ماحول کا تصور ممکن ہی نہیں ہے، چنانچہ آپؓ اخلاق، اعمال، صوم وصلاۃ، حج وزکوۃ، صدقہ وخیرات، اُمورِ خیر اور عبادات میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ دن رات میں ایک ہزار نفل پڑھا کرتے تھے۔'' (سیر الصحابہؓ: ۴/۲۰۷)

وقار، شائستگی، تواضع اور استقلالِ رائے میں اپنی مثال آپ تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مراسم اور تعلق:

مؤرخ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: ''حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم آپ کی تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے، (باوجودیکہ اس وقت تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ صغیر السن تھے، مگر یہ جاں نثارانِ رسول قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیوں کر لحاظ نہ کرتے)؟ پھر آپ اپنے والد گرامی قدر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، ان کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، مشاجرۂ جمل اور صفین میں بھی شرکت کی، والد ماجد کی بہت توقیر کرتے تھے، ان کی شہادت تک اطاعت

گزاری کی، پھر مصالحتِ سیدنا حسن با سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کو بھی تسلیم کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان دونوں صاحبزادوں کا خصوصی اکرام کرتے، انہیں خوش آمدید اور مرحبا کہتے، عطایا دیتے، دو لاکھ درہم تک ان کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہر سال وفد کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی خوب خدمت اور عزت کرتے، خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہونے والے غزوہ قسطنطنیہ میں بھی آپ شریک تھے۔'' (البدایۃ والنہایۃ: ۸ / ۱۶۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان صحیح بخاری میں موجود ہے:

"ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ." (صحیح البخاری: رقم ۳۷۵۱)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت میں آپ کی قرابت کا لحاظ رکھو۔''

علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلقات اچھے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوری کوشش تھی کہ وہ روابط جو انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت بہترین انداز میں قائم کر رکھے ہیں ٹوٹنے نہ پائیں۔ شیخ ابن بابویہ قمی حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں یزید کو جو نصیحتیں کیں، ان میں سے ایک یہ تھی:

''حقِ حرمتِ او را بشناس و منزلت و قرابتِ او را با پیغمبر بیاد آورد، با کردہ ہائے او مواخذہ مکن و روابطی کہ من با او دریں مدت محکم کردہ ام قطع مکن۔'' (جلاء العیون ص: ۳۸۸، ایران)

ترجمہ: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حقِ احترام کو پہچاننا اور انہیں جو قرب اور درجہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاصل ہے اُسے یاد رکھنا، ان کے کسی عمل پر ان سے مواخذہ نہ کرنا اور وہ تعلقات جو میں نے اب تک ان سے نہایت مضبوط کر رکھے ہیں انہیں ہرگز قطع نہ کرنا۔'' (عبقات: ۱ / ۱۸۵)

ازواج و اولاد:

آپ کی ازواجِ طاہرات رضی اللہ عنہن میں لیلیٰ، حباب، حرار اور غزالہ شامل ہیں۔ اولاد درج ذیل ہے: صاحبزادیوں میں سکینہ، فاطمہ اور زینب۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم) بیٹوں میں: علی اکبر، علی اصغر، زید، ابراہیم، محمد، حمزہ، ابوبکر، جعفر، عمر، یزید۔ (تاریخ الائمہ للرافضۃ ص: ۸۳)

شہادت:

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک اور دردناک واقعہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ بروز جمعہ یزید کے دورِ جور و جفا میں پیش آیا، جس کی تفصیلات مفتی اعظم مولانا محمد شفیع عثمانی اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہم کی کتب ''شہیدِ کربلا'' اور مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فوائدِ نافعہ'' جلد دوم میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، جملہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور خاندانِ نبوت کے تمام افراد کی محبت واُلفت عطا فرمائے اور اُن کے نقوشِ پا پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین۔

اسلام میں مطلقہ خواتین کا نان ونفقہ

اور سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ

مفتی امداد الحق بختیار صاحب
جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد

اسلام نے ترغیب دی ہے کہ حتی الامکان نکاح کے رشتہ کو پوری زندگی برقرار رکھا جائے، شدید ضرورت اور مجبوری کے بغیر اسے ختم نہ کیا جائے؛ اسی لیے اس رشتہ کو ختم کرنے کا جو عمل ہے، جسے ''طلاق'' کہا جاتا ہے، اسلام نے شدید انسانی ضرورت کی بنیاد پر اس کی مشروط اجازت تو دی ہے؛ لیکن اجازت کے باوجود اسے سخت ناپسند قرار دیا ہے۔

تاہم بسا اوقات بعض لوگوں کے مخصوص حالات کی وجہ سے نکاح کے رشتہ کو باقی رکھنا، ان کے لیے مزید پریشانی کا سبب ہوتا ہے، اِس رشتہ میں رہنے کی وجہ سے یا تو بیوی پر ظلم ہوتا ہے، یا شوہر مظلوم بنتا ہے، یا دونوں کی زندگی عذاب بن جاتی ہے؛ لہٰذا اس طرح کی پریشان کن صورت حال کو ختم کرنے کے لیے ہی اسلام نے طلاق کا تصور اور نظام پیش کیا ہے؛ جس کی وجہ سے بہت سی صورتوں میں طلاق کا یہ راستہ خود عورت کے لیے رحمت ثابت ہوتا ہے۔ جن مذاہب، اقوام یا قوانین میں طلاق کا تصور نہیں پایا جاتا، وہاں اِس طرح کی صورت حال میں عورت گھٹ گھٹ کر زندگی گزارنے یا بعض اوقات خودکشی کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ لیکن اب سوال یہ کھڑا ہوتا ہے کہ طلاق کے بعد زوجین کے درمیان کوئی رشتہ باقی رہا یا نہیں؟ طلاق کے بعد بھی اُن دونوں پر ایک

دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیا طلاق، علیحدگی، دونوں کا راستہ اور زندگی الگ ہونے کے بعد بھی شوہر پر مطلقہ بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری عائد ہونی چاہیے یا نہیں؟

مطلقہ کے نان ونفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ:

10 / جولائی بروز بدھ کو سپریم کورٹ کی دو رکنی بنچ نے تلنگانہ کے ایک شخص عبد الصمد کی عرضی پر سماعت کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ضابطہ فوجداری (سی آر پی سی) کے سیکشن 125 کے تحت ایک مسلم خاتون اپنے شوہر سے نان ونفقہ حاصل کر سکتی ہے، یہ قانون بلا لحاظ مذہب لاگو ہوگا۔ دونوں فاضل ججس نے کہا کہ پروٹیکشن آف رائٹس آن ڈائیورس ایکٹ بابتہ 1986 مسلم خواتین پر لاگو نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہ سیکولر قانون کو زیر نہیں کر سکتا۔ فیصلہ میں یہ بھی کہا گیا کہ نان ونفقہ خیرات نہیں؛ بلکہ تمام شادی شدہ خواتین کا حق ہے۔

فاضل ججس کے فیصلہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم خواتین اپنے شوہر سے طلاق کے بعد بھی تاحیات یا تا ازدواج ثانی نان ونفقہ حاصل کرنے کا قانونی حق رکھتی ہیں۔

مطلقہ کا نان ونفقہ اور 1986 ایکٹ:

سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ خود ہندوستانی قانون سے متصادم ہوتا ہے اور دستور کے مخالف جاتا ہے؛ کیوں کہ ہندوستانی آئین کا آرٹیکل 25 ہندوستان میں رہنے والے تمام طبقوں کو مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ نیز 1937 کے شریعت ایپلیکیشن

ایکٹ نے مسلمانوں کو شادی، طلاق، وراثت اور دیگر عائلی معاملات میں اپنے مذہبی قوانین کے مطابق عمل کرنے کی آزادی دی۔ اسی طرح جب 1985 میں شاہ بانو کیس میں عدالت نے دفعہ 125 کے تحت ہی فیصلہ سناتے ہوئے، عدت کے بعد بھی مطلقہ کو نان ونفقہ دینے کا اسی طرح کا فیصلہ سنایا تھا، تو مسلمانوں نے اس کے خلاف ملک میں جمہوری طور پر زبردست تحریک چلائی تھی، جس کے دباؤ میں اس وقت کی انڈین حکومت نے پارلیمنٹ سے 1986 کا ایکٹ پاس کیا۔ اس قانون کے مطابق جب کوئی مطلقہ مسلمان خاتون عدت کے بعد اپنے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی، تو عدالت مطلقہ خاتون کے رشتہ داروں کو اسے نفقہ دینے کا حکم دے گی، جو اسلامی قانون کے مطابق اس کے اثاثوں کے جانشین ہیں۔ لیکن اگر ایسے رشتہ دار نہیں ہیں، یا وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے، تو اس صورت میں عدالت ریاستی وقف بورڈ کو نفقہ دینے کا حکم دے گی۔ یوں طلاق دینے کے بعد شوہر کے ذمہ محض عدت کے دوران کے اخراجات ہی باقی رہتے ہیں۔

لہذا عبدالصمد کے معاملہ میں سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ دستور کی دفعہ 25، مسلم پرسنل لاز جیسے شریعت اپلیکیشن ایکٹ 1937 اور مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ، 1986 کے خلاف ہے۔ اور جب تک یہ دونوں قانون دستور اور قانون کا حصہ ہیں، کسی جج کو اس طرح کا فیصلہ سنانے کا دستوری حق نہیں ہے۔

اسی کے ساتھ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ معاشرہ کے بھی خلاف ہے، عقل کے بھی خلاف ہے اور ہندوستان میں رہنے والی دوسری سب سے بڑی کمیونٹی (Second

largest Indian Community) کے مذہب اور عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

فیصلہ عقل کی میزان میں:

اسلام کے ساتھ تمام ملکی قوانین میں ازدواجی رشتہ ایک معاہدہ ہے، اس رشتہ کو وجود میں لانے کا بھی ایک طریقہ ہے اور ختم کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے، یہ کوئی خونی رشتہ نہیں ہے، جو پیدائش سے موت تک برقرار رہے، اس مخصوص معاہدہ سے پہلے بھی زوجین کا آپس میں کوئی رشتہ ہونا ضروری نہیں اور اس معاہدہ کے ختم ہونے کے بعد بھی، معاہدہ سے متعلق کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا۔

جب یہ ایک معاہدہ ہے، اس معاہدہ کے بعد ہی شوہر پر بیوی کی ذمہ داری آتی ہے، اس سے پہلے یہ ذمہ داری اس پر نہیں ہوتی، تو جب یہ معاہدہ کسی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے، تو پھر شوہر پر بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری کیوں باقی رہے گی؟

نیز شوہر پر بحیثیت بیٹا اپنے والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے، بحیثیت باپ اپنے بچوں کی ذمہ داری ہوتی ہے، بحیثیت بھائی اپنے بھائی بہنوں کی ذمہ داری ہوتی ہے، جبکہ دوسری طرف بیوی پر سوائے اپنی ذات کے کسی دوسرے کی ذمہ داری اس پر نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کی ذمہ داری بھی اس کے والدین وغیرہ پر ہوتی ہے۔ لہذا طلاق اور عدت کے بعد بھی شوہر پر تاحیات مطلقہ کی کفالت کو لازم قرار دینا غیر سماجی اور عقل میں نہ آنے والا (Non-Rational) فیصلہ ہے۔

خواتین کے حق میں نقصان دہ فیصلہ

اگر گہرائی سے اس فیصلہ پر غور وخوض کیا جائے، تو یہ فیصلہ غیر واجبی ذمہ داری ڈال کرنہ صرف شوہر پر زیادتی کر رہا ہے؛ بلکہ یہ خواتین کے حق میں بھی مفید نہیں ہے؛ ان کے لیے نقصان دہ اور بڑی مصیبت کا دروازہ کھولتا ہے؛ کیوں کہ جب شوہر کو معلوم ہوگا کہ طلاق کے بعد بھی پوری زندگی اسے اپنی مطلقہ بیوی کی ذمہ داری اٹھانی ہے، تو وہ طلاق دینے پر اقدام نہیں کرے گا؛ چاہے عورت کو ہی طلاق کی ضرورت کیوں نہ ہو؛ بلکہ نکاح میں باقی رکھتے ہوئے، اس کے ساتھ اجنبیوں والا سلوک کرے گا، یا اس سے چھٹکارے کی دیگر غیر قانونی راہ اختیار کرے گا۔ جس میں ظاہر ہے کہ عورت کا ہی نقصان ہے۔

غیر سماجی (Anty Society) فیصلہ:

اگر اس طرح کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے مردوں کی طرح خواتین کو بھی طلاق لینے اور دینے کے اختیار کا قانون بنایا جائے، جیسا کہ یورپین ممالک میں اس کا عام رواج ہے، تو ان یورپین ممالک کی طرح یہاں بھی اس سے معاشرہ میں نکاح کی شرح میں کمی آئے گی۔ اس ڈر سے کہ نکاح اور طلاق کے بعد شوہر کی جائیداد کا ایک بڑا حصہ عورت لے کر چلی جائے گی، مرد حضرات نکاح کے بجائے بغیر نکاح کے خواتین سے تعلق قائم کرنے کو ترجیح دیں گے، جیسا کہ یورپین ممالک میں یہ بھی عام ہے۔ اور اگر ایسا ہوا تو یہ فیصلہ معاشرہ کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا، اس کی وجہ سے

معاشرہ بے حیائی کے دلدل میں ڈوب جائے گا، انسانی اقدار کی کھلے عام پامالی ہوگی، خود غرضی اور مفاد پرستی بڑھ جائے گی، صرف ایک دوسرے کو استعمال کر کے چھوڑ دینے کا سلسلہ بڑھ جائے گا۔ اس سے عورتوں کے استحصال کی شرح مزید بڑھے گی۔

ظاہر ہے کہ اس میں بھی خواتین کا ہی نقصان ہے، ایسی صورت حال میں زندگی کے اُس مرحلہ میں اُس کا کوئی سہارا نہ ہوگا، جب کہ وہ قدرت کی عطا کی ہوئی خوبصورتی اور جسمانی طاقت دونوں سے محروم ہو چکی ہوگی۔ وہ اس وقت تنِ تنہا، بے یار و مددگار ہوگی اور دَر، دَر کی ٹھوکرے کھانے پر مجبور ہوگی۔

غلط استعمال کے دروازے کھولنے والا فیصلہ:

بعض بد اخلاق عورتیں اس قانون سے ہمت پا کر شادی کے بعد زبردستی شوہر سے طلاق لیں گی، تا کہ وہ آزادانہ زندگی گزاریں اور خرچہ کا پورا بوجھ شوہر پر ڈالیں۔ بعض عورتیں سابق شوہر سے انتقام لینے اور پوری زندگی نفقہ حاصل کرنے کے لیے جان بوجھ کر دوسرا نکاح بھی نہیں کریں گی۔ اور غیر اخلاقی راستے اختیار کریں گی۔

(جاری)

ندائے حسین ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں!
فون پے نمبر: 9113721549

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا غیر اسلامی تصور

مفتی بلال احمد

”صفر المظفر“ اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے اس مہینے کے بارے میں لوگوں میں ایک غلط فہمی چلی آرہی ہے کہ یہ مہینہ۔ نعوذ باللہ۔ منحوس ہے لہذا اس میں کوئی خوشی کی تقریب مثلاً شادی بیاہ وغیرہ نہیں کرنی چاہیے حالانکہ یہ تصور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام میں کوئی مہینہ کوئی دن یا کوئی گھڑی منحوس نہیں ہے، نہ کسی چیز سے بدفالی لینا درست ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ بات مشہور تھی کہ صفر کے مہینے میں آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور اس مہینے میں جو کام کیا جائے اس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوتی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے اس بات کی تردید فرمائی اور آپ نے فرمایا کہ: (اللہ تعالی کے حکم کے بغیر) ایک شخص کی بیماری کے دوسرے کو (خود بخود) لگ جانے (کا عقیدہ)، ماہِ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) اور ایک مخصوص پرندے کی بدشگونی (کا عقیدہ) سب بے حقیقت باتیں ہیں۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللهُ عنه قال: قال النبيُّ ﷺ: ”لا عَدْوَىٰ ولا صَفَرَ ولا هَامَةَ“ (صحيح البخاری، كتابُ الطِّب، بابُ الهامة، رقم الحديث: 5770)

اس حدیث شریف میں بالکل صراحت ہے کہ صفر کے مہینے میں کوئی نحوست نہیں ہے لہذا اسے منحوس نہیں سمجھنا چاہیے، یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی مہینہ یا کوئی وقت منحوس نہیں ہے، نحوست کا سبب تو ہمارے برے اعمال اور غیر اسلامی خیالات و توہمات ہوتے ہیں۔

ماہ صفر میں شادی:

بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ، سفر وغیرہ کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں اور اس کی وجہ یہی کہ وہ اس مہینے کو منحوس گردانتے ہیں، تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ماہ صفر کو منحوس سمجھ کر شادی بیاہ وغیرہ تقریبات سے رک جانا، بے سند اور بے دلیل بات ہے۔ ان ایام میں شادی کرنا بلا تامل درست ہے، بلکہ ایسے ماحول میں کہ جہاں لوگ ماہ صفر میں شادی کرنا منحوس سمجھتے ہیں، سنت کو زندہ کرنے کی نیت سے جو شخص اس رسم کو توڑے گا، شہید کا اجر پائے گا۔

محرم میں شادی کرنا:

ان دنوں کثرت سے یہ سوال پوچھا جا رہا ہے کہ آیا محرم کے مہینے میں شادی کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ تو محرم الحرام میں نکاح کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ دیگر مہینوں کی طرح اس مہینے میں بھی شادی بیاہ کرنا جائز اور درست ہے بلکہ اگر کوئی شخص اس مہینے میں شادی نہ کرنے کی رسم کو توڑے، تو اجر کا مستحق ہوگا۔

باقی رہ گئی یہ بات کہ بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کی بنا پر سوگ مناتے ہیں اور اس مہینے میں نکاح کرنے کو منحوس بتاتے ہیں؛ تو یاد رکھیے کہ اسلام کی تاریخ ایسے سنہرے واقعات سے بھری پڑی ہے، اگر ہر بری شخصیت کی شہادت کو سوگ کا مہینہ قرار دیں تو پورے سال نکاح سے احتراز کرنا پڑے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کا نکاح سن 2 ہجری ماہ محرم الحرام میں ہوا تھا۔

اور شہادت کوئی سوگ منانے کی چیز نہیں بلکہ یہ فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ کسی کی شہادت سے دوسرے احکام پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مہینہ منحوس ہوتا ہے۔

اپیل وگذارش

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار جس کی بنیاد بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ ۲۸؍شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۹؍دسمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل زیر سرپرستی فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس سرہ العزیز رکھی گئی، الحمد للہ اکابر علماء کرام اور بزرگانِ دین کی دعاءِ نیم شبی اور توجہات کی بدولت آج یہ ادارہ اس قلیل مدت میں شمالی بہار کا مثالی ادارہ بن چکا ہے۔ الحمدللہ جامعہ کی طرف روزِ اول ہی سے مقتدر اکابر علماء اور صلحاء عظام کا رجوع رہا ہے، اور ان ہی اکابر کی دعائیں ہیں کہ ادارہ نے اس قلیل عرصہ میں تعلیمی اور تعمیری ہر دو سمت میں ایسی محیر العقول ترقی کی ہے کہ کوئی بھی اس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرسکتا ہے۔

مدرسہ کی ابتداء سے اب تک تقریباً ایک ہزار سے زائد حفاظِ کرام بحمد اللہ جامعہ سے تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، ادارہ میں کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بس توکل علی اللہ اور آپ مخلصین ومحبین کے حسن تعاون سے ادارہ کی جملہ ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ فی الوقت بھی جامعہ میں ۴۸۸؍طلبہ کا داخلہ ہے، جن کی جملہ ضروریات کی کفالت جامعہ کرتا ہے۔

طلبہ کے لئے ڈائننگ ہال اور ایک بڑے جنریٹر کی کئی سالوں سے بہت کمی محسوس کی جارہی ہے، ساتھ ہی جامعہ کی مسجد اسعد کے صحن کا کام اس وقت جاری ہے، جس پر بڑا صرفہ ہے۔

اس لئے تمام مخیرین ومحبین جامعہ سے درخواست ہے کہ جامعہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں اور جہاں تک ممکن ہوسکے دامے درمے ضرور تعاون فرمائیں۔

رب کریم آپ تمام محبین ومتعلقین کو اپنی شایانِ شان بے حد جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد غیاث الدین قاسمی

بانی ومہتمم جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرینگوڑا، کشن گنج بہار